

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَظَرَاتُ

رسالہ طلوع اسلام دہلی کی اشاعتِ جون میں ایک صاحب کا طویل مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مظہر احسن گیلانی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی اور یہ خاکسار اہم الحروف۔ ان سب کا روایات کے بارہ میں وہی عقیدہ ہے جو طلوع اسلام میں پیش کیا گیا ہے۔ مراسلہ نگار کا دعویٰ اگرچہ سہمہ گیر ہے لیکن ان کے اس خدنگِ غایت کا رخ زیادہ تر اس ناچیز کی ہی طرف رہا ہے چنانچہ رسالہ کے پورے گیارہ صفحات میں نزوۃ العصفین کی کتاب ”فہم قرآن“ کے طویل اقتباسات نقل کر کے اس دعویٰ کو مبرہن کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس عجوبہ زار سستی میں کوئی بات بھی حیرت انگیز نہیں تاہم حقیقت یہ کہ اگر اربابِ طلوع اسلام کا روایات کی حجیت کے بارہ میں اب بھی وہی عقیدہ ہے جس کا اظہار رسالہ کی گذشتہ اشاعتوں میں بڑے شد و مد کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مراسلہ نگار کی یہ تحریر توجیہ القول بالارضی بہ قائمہ کی سب سے زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز مثال ہے۔ مراسلہ نگار نے اپنا مدعا ثابت کرنے کیلئے ”فہم قرآن“ کی عبارتیں متعدد مقامات و نقل کی ہیں اور ان عبارتوں کا عنوان کہیں کہیں خود اپنی طرف سے قائم کیا ہے جس کے باعث مصنف کی مراد خط ہو جاتی ہے اور مراسلہ نگار کو مصنف کے بارہ میں غلط فہمی پھیلانے کا اچھا موقع مل جاتا ہے۔

مراسلہ نگار کے نزدیک اثباتِ مدعا کا سب سے بڑا سہارا ”فہم قرآن“ کی وہ عبارت ہے جو انصوں نے کتاب کے صفحہ ۸۶ سے نقل کی ہے اور جس کا عنوان انصوں نے خود اپنی طرف سے قائم کیا ہے ”حدیث مستقل تشریع نہیں بلکہ بیان تفصیل وحی الہی ہے“ حالانکہ اصل کتاب میں اس عبارت کا عنوان یوں ہے ”حدیث کی تشریع حیثیت اور اس سے غرض“ مراسلہ نگار نے صفحہ ۸۶ کی یہ پوری عبارت نقل کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ ”فہم قرآن“ کا مصنف حدیث

کی تشریحی حیثیت کا قائل نہیں ہے حالانکہ جیسا کہ خود مراسلہ نگار نے حوالہ دیا ہے، فہم قرآن کے صفحہ ۶۶ پر حافظ ابن قیم کے حوالہ سے یہ عبارت موجود ہے ”جو سنت قرآن پر کسی طرح بھی زائد ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک مستقل تشریع ہے اس کی اطاعت واجب اور معصیت حرام ہے“ لیکن چونکہ حدیث کی تشریحی حیثیت کی وضاحت ضروری تھی اس لئے ”حدیث کی تشریحی حیثیت اور اس سے غرض“ کے زیر عنوان متعدد امثال و نظائر کو پیش کرنے کے بعد صفحہ ۷۶ پر حسب ذیل عبارت لکھی گئی۔

”ان چند مثالوں سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ہم حدیث کی تشریحی حیثیت سے کیا مراد لیتے ہیں یعنی جب ہم کسی چیز کے متعلق احکام وضع کرنا چاہتے ہیں تو قرآن مجید کو اصل قرار دیکر احادیث کا تتبع کرتے ہیں اور پھر دونوں کی تطبیق سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں نہ یہ کہ سنت کو مستقل تشریحی حیثیت حاصل ہے اور قرآن مجید سے قطع نظر کہ صرف سنت سے استخراج احکام کیا جاسکتا ہے“

مراسلہ نگار کو فہم قرآن کی مذکورہ بالا دو عبارتوں میں جو صفحہ ۶۶ اور صفحہ ۸۴ کی نقل کی گئی ہیں تعارض نظر آتا ہے حالانکہ بات بالکل واضح ہے صفحہ ۶۶ پر جہاں لکھا ہے کہ ”حدیث مستقل تشریع ہے“ اس عبارت کو سیاق و سباق سے ملا کر پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو سنت قرآن سے متعارض نہ ہو بلکہ اس میں کوئی ایسا حکم یا کیا گیا ہو جس کا قرآن میں نفی یا اثبات اس سے کوئی ذکر ہی نہ ہو۔ یاد کر تو ہو مگر مجملًا اور حدیث سے اس کی تفصیل معلوم ہوتی ہو اور وہ حدیث اصول روایت و درایت کے لحاظ سے صحیح بھی ہو تو یقیناً اس حدیث سے تشریع کا کام لیا جائیگا اور اس سے جو حکم مستنبط ہوگا اس کو شرعی طور پر وہی اہمیت حاصل ہوگی جو حکم مستنبط من القرآن کو حاصل ہوتی ہے۔ فہم قرآن کا صفحہ ۸۵ اور ۸۶ پڑھئے۔ ان دونوں صفحات پر آپ کو اس کی مثالیں ملیں گی اب رہی صفحہ ۸۶ کی وہ عبارت جس سے مراسلہ نگار نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ میں حدیث کی تشریحی حیثیت کا منکر ہوں تو آپ اس عبارت کو صفحہ ۸۷ کی عبارت سے ملا کر پڑھئے آپ کو صاف معلوم ہوگا کہ ان صفحات میں میں نے حدیث کی تشریحی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ اصول و درایت کے مطابق جو حدیث کسی قرآنی حکم سے متعارض ہوگی وہ قبول

نہ کی جائیگی، یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ مجھ کو یہ لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ بعض محدثین نے جو السنۃ قاضیہ علی کتاب اللہ کہلے اس سے مغالطہ پیدا ہو سکتا تھا میری غرض اس لکھنے سے اسی مغالطہ کو دور کرنا تھا۔

فہم قرآن کی عبارت صفحہ ۸۴ پر جو عنوان مراسلہ نگار نے از خود قائم کیا ہے یعنی یہ کہ حدیث مستقل تشریع نہیں بلکہ بیان و تفصیل وحی الہی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مراسلہ نگار بھی حدیث کو ”بیان و تفصیل وحی الہی“ مانتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نص خفی اور اس کا بیان دونوں کا حکم ایک ہی ہوتا ہے یا دونوں متغائر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں تغائر کا کوئی عقلمند بھی قائل نہیں ہو سکتا لامحالہ دونوں کا ایک ہی حکم ہو گا۔ مثلاً ربو کا حکم لیجئے۔ قرآن مجید سے ربو کی حومت ثابت ہوتی ہے لیکن ربو کیا ہے؟ قرآن اس کی تشریح نہیں کرتا۔ حدیث صحیح سے اس کا مفہوم متعین ہوتا ہے تو اب یقیناً ربو کے متعلق آپ جو احکام بنائیں گے ان کی تشریح میں قرآن اور سنت دونوں کو ہی دخل ہو گا۔ قرآن کو بحیثیت متن اور حدیث کو بحیثیت شرح و تفسیر ہیں اگر آپ حدیث کو تفسیر و بیان وحی الہی ملتے ہیں تب بھی اس کی تشریعی حیثیت خود بخود متعین اور ثابت ہو جاتی ہے

ہاں یہ صحیح ہے کہ قرآن قطعی الثبوت ہے اور حدیث ظنی۔ لیکن اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ظنی ہونے کے باعث حدیث میں تشریع یا حجت دینی ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ حدیث تو الگ رہی، قرآن کے کسی لفظ مشترک (مثلاً قروء) کے کسی معنی کی آپ تعین کرتے ہیں تو اس معنی کا اس لفظ کیلئے ثبوت قطعی ہونا ہر باطنی؛ یقیناً ظنی ہوتا ہے تو پھر کیا اب اس میں اس بات کی صلاحیت نہیں رہتی کہ معنی مراد کے اعتبار سے اس لفظ سے کوئی شرعی حکم مستنبط کیا جائے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو بتائیے کہ زوجہ مطلقہ کی عدت کا حکم آپ کس آیت سے ثابت کریں گے؟ بہر حال مقصد یہ ہے کہ ایک روایت کو اصول روایت و درایت کی کوئی پراچھی طرح پرکھئے۔ اور پھر اگر وہ کھری ثابت ہو تو اب اس سے تشریح کا کام لینے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شارع اسلام تھے۔ اس بنا پر جس روایت کا ثبوت آپ سے ہو جائے گا وہ بے شبہ حجت دینی ہوگی۔ ہم آئندہ اس سلسلہ میں کچھ اور عرض کریں گے۔